# صدمات میں اوہام باطلہ سے بچنے کا طریق

## از حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

بسا اوقات دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ لوگ مصائب اور صدمات میں طرح طرح کے اوہام باطلہ کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسے خیالات کا اظہار کرنے لگ جاتے ہیں۔ یا اگر اظہار نہیں کرتے۔ تو کم از کم ایسے خیالات کو دل میں جگہ دے دیتے ہیں۔ جن سے خدا تعالےٰ کے متعلق نعوذ باللہ بدظنی اور بدگمانی کا رستہ کھلتا ہے۔ اور اندر ہی اندر ایمان کو گھن لگ جاتا ہے۔ اس قسم کے خیالات کا اصل باعث تو کسی صدمہ پر صبر و رضا کو ہاتھ سے دیدینا ہوتا ہے۔ لیکن اکثر اوقات ان خیالات کی بنیاد لاعلمی پر بھی ہوتی ہے۔ یعنی لوگ موت و حیات کے قانون کو سمجھنے کے بغیر خدا کے فعل کے متعلق رائے قائم کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور چونکہ صدمہ کا بھی غلبہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس رائے زنی میں کہیں کے کہیں نکل جاتے ہیں :۔

احباب کو معلوم ہے۔ کہ چند ہوئے۔ ولایت میں ہمارا ایک عزیز بچہ مرزا سعید احمد فوت ہو گیا۔ وفات جو ایک بہت لمبی جدائی کا نام ہے۔ طبعاً اپنے اندر ایک انتہائی تلخی کا عنصر رکھتی ہے۔ مگر جن حالات میں عزیز مرحوم کی وفات ہوئی۔ انہوں نے اس کو خاص طور پر تلخ کر دیا تھا۔ اور اس تلخی کا احساس طبعاً ہمارے سارے خاندان کو تھا۔ اور ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے صبر کا حکم دیا ہے۔ اور الحمد للہ کہ ہم نے صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور اس خدائی امتحان کو رضا کے ساتھ قبول کیا ہے :۔

احباب کو یہ بھی معلوم ہے۔ کہ آجکل میرا اپنا بچہ عزیز مرزا مظفر احمد بھی ولایت میں تعلیم پا رہا ہے۔ سعید احمد مرحوم کے ساتھ مظفر کا بہت گہرا تعلق تھا۔ یعنی اولاً تو قریبی رشتہ دار۔ پھر دوست۔ پھر ہم عمر۔ پھر ہم جماعت اور پھر دونوں وطن سے دور۔ اور اپنے دوسرے عزیزوں کی نظروں سے اوجھل۔ ان حالات میں مظفر کو طبعاً سعید کی وفات کا انتہائی صدمہ ہوا۔ اپنے اس صدمہ کے اظہار کے لئے اس نے مجھے ایک خط لکھا ہے۔ جو درد و غم کے جذبات سے معمور ہے۔ اور گو اس خط میں مظفر نے خدا کے فضل سے صبر و رضا کو نہیں چھوڑا۔ مگر ایک فقرہ وہ ایسا لکھ گیا۔ جو مجھے کھٹکا ہے۔ بلکہ خود مظفر کو بھی کھٹکا ہے۔ کیونکہ وہ لکھتا ہے۔ کہ مجھے یہ خیال آیا تھا۔ لیکن پھر میں نے اسے دل میں ہی دبا لیا۔ بہر حال میں نے اس کی تربیت کے خیال سے اسے اس ڈاک سے ایک خط لکھا ہے۔ جس کا متعلقہ حصہ ناظرین کے فائدہ کے لئے الفضل میں بھجوا رہا ہوں تاکہ ہمارے دوست مصائب و آلام میں اوہام باطلہ سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں۔ یہ خط ایک پرائیویٹ خط ہے۔ اور اگر میں اخبار کے لئے مضمون لکھتا۔ تو شائد دوسرے رنگ میں لکھتا۔ لیکن بہر حال چونکہ اصول ایک ہی ہے میں اسے دوستوں کے فائدہ کے لئے الفضل میں شائع کروا رہا ہوں۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو کسی دوسرے وقت اس موضوع پر زیادہ بسط کے ساتھ لکھوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم۔ خط درج ذیل ہے :۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

قادیان ۷ فروری ۱۹۳۸ء

عزیزم مظفر احمد سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

تمہارے خط سے عزیز سعید احمد مرحوم کی بیماری اور وفات کے حالات کا تفصیلی علم حاصل ہوا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ عزیز سعید احمد کی وفات نہایت درجہ تلخ حالات میں ہوئی ہے۔ اور اس کی وجہ سے سب عزیزوں کے دل پر بہت بھاری بوجھ ہے۔ اور میں نے تو خصوصیت کے ساتھ اس حادثہ کی تلخی کو بہت زیادہ محسوس کیا ہے۔ کیونکہ علاوہ عام رشتہ کے میرے ساتھ گزشتہ تین سال میں سعید مرحوم کا خاص تعلق رہا تھا۔ اور میں نے اس صدمہ کو اسی طرح محسوس کیا ہے جیسے کہ ایک باپ کو اپنے بیٹے کا صدمہ ہوتا ہے۔ مگر تمہارے اس خط میں ایک فقرہ ایسا ہے۔ جسے میں دینی تربیت کے لحاظ سے یونہی بلا نوٹس نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ فقرہ اس مفہوم کا ہے کہ تمہیں سعید کی وفات پر انتہائی غم و الم کی حالت میں یہ خیال آیا۔ کہ بیسیوں ایسے آدمی ہیں جن کی موت کسی شخص کے لئے کسی خاص تکلیف کا باعث نہیں ہوتی۔ لیکن موت آئی۔ تو بے چارے سعید کو ہم سے جدا کرنے کے لئے۔ اور وہ بھی اس جوانی کی عمر میں۔ اور اس غریب الوطنی کی حالت میں الخ۔ یہ فقرہ جیسا کہ خود تم نے محسوس کیا ہے۔ اپنے اندر ایک گلہ کا رنگ رکھتا ہے۔ اور گو مجھے خوشی ہے۔ کہ تم نے اسے دبا دیا۔ اور اس خیال کا اظہار نہیں کیا۔ اور جو خراب خیال دل کے اندر ہی دبا دیا جائے۔ وہ گناہ نہیں ہوتا۔ بلکہ دبا دینے کی وجہ سے ایک نیکی شمار ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی چونکہ تمہارے دل میں اس قسم کا خیال آیا تھا۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ تربیتی اور تعلیمی لحاظ سے اس کے متعلق کچھ ذکر کروں :۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جسے کبھی بھولنا نہیں چاہیئے۔ کہ خدا نے دنیا میں دو قسم کے قانون جاری کئے ہیں۔ ایک قانون نیچر ہے۔ اور دوسرا قانون شریعت ہے یہ دونوں قانون اپنے علیحدہ علیحدہ دائروں میں چلتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے دائرہ میں دخل انداز نہیں ہوتے۔ اور دنیا کی دینی اور دنیوی ترقی کے لئے ان کا علیحدہ علیحدہ رہنا ہی مفید اور ضروری ہے۔ اس تقسیم کے ماتحت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ موت و حیات کا قانون نیچر کے قانون کا حصہ ہے۔ یعنی زندگی اور موت کے امور قانون نیچر کے ماتحت رونما ہوتے ہیں۔ اور قانون شریعت سے انہیں کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ (سوائے مستثنیات کے جن کے ذکر کی اس جگہ ضرورت نہیں) پس موت و حیات کے واقعات کو قانون شریعت کے ماتحت لا کر ان کے متعلق رائے لگانا ہمیشہ غلط نتیجہ پیدا کریگا مثلاً اگر ایک اچھا اور نیک آدمی کسی وجہ سے ہیضہ کے جراثیم کی زد کے نیچے آجاتا ہے اور ان جراثیم کے مقابلہ کی بھی اس کے جسم میں طاقت نہیں ہے۔ تو وہ لازماً ہیضہ کا شکار ہو جائیگا اور اس کی نیکی اسے اس حملہ سے محفوظ نہیں رکھ سکیگی۔ مگر اس کے مقابل پر اگر ایک خراب آدمی ہے۔ لیکن وہ ہیضہ کے جراثیم کی زد کے نیچے نہیں آیا۔ یا زد کے نیچے تو آیا۔ مگر اس کی جسمانی حالت ان جراثیم کے مقابلہ کے لئے کافی مضبوط تھی۔ تو باوجود دینی لحاظ سے گندہ اور خراب ہونے کے وہ اس آفت سے محفوظ رہیگا۔ خدا کا یہ قانون دنیا کی ہر چیز میں کام کر رہا ہے۔ جاندار اور غیر جاندار۔ انسان اور حیوان۔ امیر اور غریب نیک اور بد۔ سب اس قانون کے جوئے کے نیچے ہیں۔ پس اگر سعید مرحوم قانون نیچر کی زد میں آگیا۔ یعنی ایک طرف اسنے اپنی والدہ مرحومہ سے سل کی بیماری کا میلان ورثہ میں پایا۔ اور دوسری طرف اس کی اپنی جسمانی بناوٹ بھی کمزور تھی۔ اور تیسری طرف اس نے ہوا میں اڑتے ہوئے یا کسی اور طرح سل کے جراثیم کو اپنے جسم کے اندر لے لیا۔ اور چوتھی طرف اس نے اپنے جذبہ صبر و رضا کے ماتحت شروع میں اپنے اس خطرہ کا کسی سے اظہار نہیں کیا۔ حتیٰ کہ بیماری اندر ہی اندر ترقی کر کے خطرناک صورت اختیار کر گئی۔ اور پانچویں طرف اسے یہ حالات اس ملک میں پیش آئے۔ جہاں کی آب و ہوا سخت مرطوب اور خنک ہے۔ تو ان حالات کا لازمی اور قدرتی نتیجہ یہی ہو سکتا تھا۔ جو ہوا۔ یعنی قانون نیچر کے حملہ نے ہمارے عزیز کی زندگی کے لہلہاتے پودہ کو عین جوانی کے عالم میں کاٹ کر گرا دیا یقیناً یہ سارا منظر اپنے اندر ایک انتہائی تلخی رکھتا ہے۔ مگر اس تلخ نتیجہ کو عام قانون نیچر کے دائرہ سے نکال کر اوہام باطلہ کا شکار ہونے لگنا سخت غلطی ہے۔ جس پر استغفار کرنا چاہیئے۔ یہ حادثہ خواہ کتنا ہی تلخ ہے۔ مگر بہرحال وہ قانون نیچر کا ایک حصہ ہے۔ اور اسے اس کے دائرہ کے اندر ہی محدود رکھنا چاہیئے۔ ورنہ خدا پر بدظنی پیدا ہونے کا راستہ کھلتا ہے۔ جو سراسر مہلک ہے۔ مجھے یہ خوشی ہے کہ تم نے اس باطل خیال کو پیدا ہوتے ہی دبا دیا۔ اور اس کے اظہار سے باز رہے۔ اور اس طرح گناہ میں گرنے کی بجائے ایک نیکی کما لی۔ ورنہ اگر اظہار کر دیتے۔ یا اس خیال کو اپنے دل میں راسخ ہونے دیتے تو یہ سراسر معصیت تھی۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر اس واقعہ کو فرض کے طور پر مستثنیات کے دائرہ میں لے جا کر قانون شریعت کے ماتحت ہی لا کر دیکھتا ہو۔ تو پھر بھی اس میں امکانی طور پر ایسی توجیہات کے راستے کھلے ہیں۔ جو ایک مومن کی تسلی کا باعث ہونے چاہئیں۔ دوسری باتوں کے ذکر کو چھوڑتے ہوئے میں صرف مثال کے طور پر قرآن شریف کے اس بیان کردہ اصول کی طرف اشارہ کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ کہ بعض اوقات انجام کے لحاظ سے بچوں کی وفات ان کے والدین کے لئے بلکہ خود بچوں کے لئے رحمت کا موجب ہوتی ہے یعنی کسی نہ کسی رنگ میں اس کی تہ میں خدائی رحمت کا جلوہ مخفی ہوتا ہے۔ اور خدا کے رازوں کو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالٰے کے اور بھی بعض مصالح ہو سکتے ہیں۔ جو اس قسم کے واقعات کی تہ میں کام کرتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ فی الحال تمہارے لئے یہی دو اصول کافی ہیں۔ جو میں نے اوپر بیان کر دئے ہیں۔

اب ایک مختصر سی تیسری بات عشق و وفا کے میدان کی بھی سن لو۔ اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اس نے ہم پر ہزاروں احسان کئے ہوں۔ اور یہ احسان بہت وزنی اور اہم ہوں۔ اور پھر کبھی کسی موقعہ پر ہمیں اس محسن کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پہنچ جائے تو قطع نظر اس کے کہ اس تکلیف کے نیچے بھی رحمت و شفقت مخفی ہو۔ کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ اس شخص کے کثیر التعداد اور عظیم الشان احسانوں کو یاد رکھتے ہوئے اس کی اس تکلیف اور سختی کو بھلا دیں۔ اور تکلیف کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے احسانوں کی وجہ سے اس کے شکر گذار رہیں۔ قطع نظر دوسرے لاتعداد احسانوں کے اللہ تعالٰے نے ہم پر جو عظیم الشان احسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل میں پیدا کر کے کیا ہے۔ وہی اکیلا اس قدر بھاری ہے کہ میں اپنے ذوق کے مطابق تو سمجھتا ہوں کہ اگر بالفرض خدا ہم سب کو آپ کی نسل میں پیدا کرنے کے بعد عین جوانی کے عالم میں حرفِ غلط کی طرح مٹاتا چلا جائے۔ اور کسی ایک کو بھی نہ چھوڑے تو کم از کم جہاں تک میرے قلبی احساسات کا تعلق ہے۔ میں پھر بھی اس کے پیدا کرنے کے احسان کو اس کے مارنے کے فعل پر بھاری سمجھونگا اور کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی میرے دل میں اس کی شکرگذاری کا جذبہ کم نہیں ہوگا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے۔ جس میں اللہ تعالٰے آپ سے فرماتا ہے ؎

صادق آں باشد کہ ایامِ بلا
می گذارد با محبت با وفا
گر قضا را عاشقے گردد اسیر
بوسد آں زنجیر را کز آشنا

یعنی صادق وہ ہوتا ہے کہ جو مصیبت اور ابتلا کے دنوں کو بھی محبت اور وفاداری کے ساتھ گذارتا ہے۔ اور اگر کبھی خدائی قضا و قدر کے ماتحت کوئی عاشق مصائب و آلام میں گرفتار ہو جائے۔ تو وہ اپنے وفورِ عشق میں ان مصائب و آلام کی آہنی زنجیروں کو بھی چومتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ زنجیریں بھی میرے محبوب کی طرف سے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے۔ جس کے متعلق سب سے مقدم فرض خود ہمارا ہے۔ کہ ہم اس پر عمل کریں کیونکہ ہم آپ کی صرف روحانی نسل سے ہی نہیں ہیں۔ بلکہ جسمانی نسل سے بھی ہیں اور دوسروں کی نسبت ہماری ذمہ داری زیادہ ہے

میں نے یہ باتیں محض اصولی طور پر تمہاری دینی تربیت کے لحاظ سے لکھی ہیں۔ ورنہ میں یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ تم نے اپنے خدا پر کوئی بدگمانی کی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارا یہ ایک محض اڑتا ہوا خیال تھا۔ جو تم نے دل میں فوراً ہی دبا کر مٹا دیا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ تم نے اسی قسم کے خیالات کی بناء پر ہی اسے دبایا ہوگا۔ جو میں نے اس جگہ بیان کئے ہیں۔ کیونکہ تم بھی آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہو۔ اور گو ہماری نسبت تمہارا فاصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بقدر ایک قدم زیادہ ہے۔ لیکن بہرحال تم اس خونی رشتہ کے مبارک اثر سے محروم نہیں ہو سکتے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تم کو پہنچا ہے۔ اور عزیز سعید مرحوم کی وفات کے متعلق بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ قانون نیچر کا ایک دردناک طبعی نتیجہ ہے جو خواہ ہمارے لئے کتنا ہی تلخ اور بھاری ہے مگر بہرحال وہ ہمارے محسن و محبوب خدا کی طرف سے ہے۔ اور ہم باوجود انتہائی غم کے دلی صبر و رضا کیساتھ اپنے خدا کی ان بھاری زنجیروں کو چومتے ہیں۔ جو اسکی قضا و قدر نے ہم پر ڈالی ہیں۔ اور اس کے امتحان کو قبول کرتے ہیں۔ خدا بھی ہمارے صبر کو قبول فرمائے اور اس پر استقامت دے۔ آمین والسلام خاکسار مرزا بشیر احمد

اس خط میں میں نے تین اصول بیان کئے ہیں جو دوستوں کی آسانی کیلئے ذیل میں معین صورت میں دہرا دیتا ہوں۔ تاکہ وہ اپنے صدمات میں انکے ذریعہ سے اوہام باطلہ سے بچ سکیں۔ وہ اصول یہ ہیں

۱۔ موت و حیات کے واقعات عموماً قضا و قدر کے عام قانون کے ماتحت وقوع پذیر ہوتے ہیں اور ان میں خدا کی کوئی خاص تقدیر مخفی نہیں ہوتی۔ اس لئے انہیں بلا وجہ خدا کا خاص فعل قرار دیکر بدگمانی کا رستہ نہیں کھولنا چاہیئے۔ اور خدا کی تقدیر عام فی الجملہ مخلوق کی بہتری اور ترقی کیلئے مقصود ہے۔ ۲۔ اگر کبھی استثناء کے رنگ میں

# کشف الغطاء

## یعنی

# شیخ عبدالرحمن مصری کے اشتہار "عزل خلفاء" کا جواب

## مصری صاحب کے اشتہار کا خلاصہ

سلسلۂ احمدیہ منہاجِ نبوت پر قائم ہے آغازِ اسلام میں خلفائے راشدین کے مقابل فتنۂ عزل برپا کیا گیا تھا۔ سوال ہوسکتا تھا۔ کہ اگر واقعی احمدیت اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہے۔ تو سلسلۂ احمدیہ میں خلافت راشدہ کو مٹانے کے لئے "عزل خلفاء" کا فتنہ کہاں ہے۔ کیونکہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ تاریخ اپنے واقعات کا اعادہ کرتی ہے؟

شیخ مصری صاحب کے فتنہ نے سلسلۂ احمدیہ کی اس مشابہت کو بھی پورا کر دیا ہے۔ چنانچہ شیخ صاحب نے ایک تازہ اشتہار بعنوان "عزل خلفاء" شائع کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ شیخ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے خلیفہ کی معزولی کا اسی طرح مطالبہ کیا ہے۔ جس طرح حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیسرے اور چوتھے خلیفہ کی معزولی کا مطالبہ "مسلمانوں" نے کیا تھا

## اجمالی جواب

شیخ صاحب کی اس "دلیل" کا اجمالی جواب تو یہ ہے۔ کہ پہلے خلفائے راشدین کے زمانہ میں ان کے عزل کا سوال اٹھانے والے منافق تھے۔ اور آج بھی منافقین ہی یہ فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ شیخ صاحب لکھتے ہیں:۔ "آخر مسلمانوں نے حضرت علیؓ کو صاف کہہ دیا۔ کہ اگر آپ جنگ کو بند نہیں کریں گے۔ تو ہم آپ کو حضرت معاویہؓ کے حوالے کر دیں گے۔ یا آپ کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے۔ جو حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عزل وغیرہ کا مطالبہ کرنے والے وُہی شریر اور فتنہ پرداز تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کیا اور آخر انہیں شہید کر دیا تھا۔ اور یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق منافق اور ملعون تھے

مستدرک حاکم میں حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضؓ سے فرمایا:۔ ان اللہ یقمصک قمیصًا فان ارادت المنافقون علی خلعہ فلا تخلعہ۔ کہ یقیناً اللہ تعالےٰ تجھ کو خود ایک قمیص (خلعتِ خلافت) پہنائے گا۔ اگر منافق کوشش کریں۔ کہ تو اس قمیص کو اتار دے۔ اور خلافت سے معزول ہو جائے۔ تو ایسا ہرگز نہ کرنا۔

اس حدیث نبوی میں ان لوگوں کو جنہوں نے حضرت عثمان رضؓ کو معزول کرنا چاہا منافق قرار دیا گیا ہے۔ اور خود شیخ صاحب کے حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ ان ہی لوگوں نے حضرت علی رضؓ کے زمانہ میں فتنہ برپا کیا تھا۔ پس خلفائے راشدین سے عزل کا مطالبہ کرنے والا منافق ہے:

## مطالبۂ عزل کرنے والوں کو صحابہ رضؓ نے ملعون قرار دیا

پھر ان لوگوں کو جو حضرت عثمانؓ کو معزول کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ حضرت علی رضؓ حضرت طلحہ رضؓ۔ اور حضرت زبیر رضؓ نے بالاتفاق جواب دیا۔ کہ تم لوگ ملعون ہو۔ کیونکہ لقد علم الصالحون ان جیش ذی المروہ وجیش ذی خشب والاعوص ملعونون علی لسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام نیک لوگ جانتے ہیں۔ کہ ذی المروہ ذی خشب اور اعوص مقام کے لشکر (یعنی حضرت عثمان رضؓ سے مطالبۂ عزل کرنے والے لوگ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ملعون قرار دیئے جا چکے ہیں۔

(تاریخ الکامل لابن الاثیر جلد ۳ - صفحہ ۶۶)

آہ! آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے تیس سال بعد شیخ مصری صاحب اسی طریق پر گامزن ہو رہے ہیں جس پر تیرہ سو برس قبل منافق اور ملعون لوگ گامزن تھے بلکہ حیرت تو یہ ہے۔ کہ شیخ مصری صاحب جماعت احمدیہ کو بھی اسی نفاق اور لعنت کے راستے کی طرف بلا رہے ہیں:

## قرآن مجید اور عزل خلفاء

قرآن مجید مکمل شریعت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون کہ میں خود خلفاء قائم کیا کروں گا جیسا کہ پہلے کرتا رہا ہوں۔ وُہ نیکوکار ہوں گے۔ میں ان کے دین کو زمین میں تمکنت اور مقبولیت بخشوں گا میں ان کے خوف کو امن سے تبدیل کرتا رہوں گا وہ میرے سچے اور کامل موحد بندے ہوں گے جو پھر بھی انکار کریں۔ وُہ یقیناً فاسق ہیں۔

اس آیت کریمہ کی ہر جزو اور اس کا ہر لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہرگز معزول نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ اس کے خلاف اس قسم کی کوشش کرنے والے فاسق قرار پاتے ہیں۔ شیخ صاحب نے تمام مسلمانوں کے خلاف یہ دعوےٰ کیا ہے۔ کہ خلفاء راشدین بھی معزول کئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے بارِ ثبوت ان کے ذمہ ہے۔ مگر انہوں نے اپنے طولانی اشتہار "عزل خلفاء" میں ایک آیتِ قرآنی یا ایک حدیثِ نبوی بھی پیش نہیں کی۔ اور میرا دعوےٰ ہے کہ وُہ ہرگز پیش نہیں کر سکتے۔

## شیخ صاحب کا جدید مذہب اور اشتہار "عزل خلفاء"

شیخ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفۂ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ وخذل اعداءہ کے عزل کا سوال اٹھانا چاہا۔ تو انہیں آیتِ استخلاف سدِّ راہ نظر آئی۔ تب انہوں نے ساری امت محمدیہ کے خلاف یہ آواز بلند کی۔ کہ نبی کا خلیفۂ دوم آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتا۔ صرف خلیفۂ اول آیت استخلاف کا مصداق ہوتا ہے۔ گویا شیخ صاحب کے نزدیک پہلا خلیفہ معزول نہیں ہوسکتا۔ باقی خلفائے راشدین معزول کئے جاسکتے ہیں۔ خلافتِ ثانیہ اور آیت استخلاف کے متعلق ٹریکٹ "ہاں تمام خلیفے خدا ہی بناتا ہے" میں بحث کی جاچکی ہے۔ لیکن آج یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ شیخ صاحب خود بھی اشتہار "عزل خلفاء" میں اپنے اس جدید اختراعی مذہب پر قائم نہیں رہ سکے۔ کیونکہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضؓ کے فقرہ ان زغت فقوّمونی سے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضؓ کو بھی معزول کیا جاسکتا تھا۔ اور حضرت ابوبکر رضؓ کا اپنے متعلق یہی عقیدہ تھا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر شیخ صاحب کا یہ استدلال اور یہ بیان درست ہے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ آیتِ استخلاف کا مصداق یعنی بقول ان کے پہلا خلیفہ بھی معزول ہوسکتا ہے اور جسے خود خدا انتخاب کرے اسے بھی بندے معزول کر سکتے ہیں۔ اندریں صورت ان کا یہ اختراع کہ صرف پہلا خلیفہ ہی آیت استخلاف کا مصداق ہوتا ہے۔ عبث اور رائگاں ثابت ہوگا۔ اور ماننا پڑیگا کہ وُہ اپنے اختراعی مذہب پر قائم نہیں رہے۔ اور اگر مصری صاحب ہنوز اس مذہب پر مصر ہیں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ اشتہار "عزل خلفاء" لکھتے وقت انہیں وُہ مذہب یاد نہ رہا تھا۔ اور ان کا دل بھی اس اختراع کی صحت پر یقین نہیں رکھتا:

## قرآن مجید سے امکان عزل کے متعلق انعامی چیلنج

شیخ صاحب لکھتے ہیں:۔

"بعض احباب نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے

اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ خلفاء راشدین میں سے کسی خلیفہ کی مثال پیش کردں۔ جس کا عزل ہوا ہو؟"

شیخ صاحب جواباً کہتے ہیں "میرے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ میں کوئی ایسی مثال پیش کروں۔ جو چیز میرے لئے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ میں امکانِ عزل ثابت کر دوں۔ اور جس چیز کا امکان ثابت کر دیا جائے اس کے لئے ضروری نہیں۔ کہ وہ کسی خاص زمانے میں وقوع میں بھی آئی ہو۔ اس کے معنے صرف یہ ہوتے ہیں۔ کہ جس زمانے میں بھی اس کی ضرورت پیش آئے۔ وہ وقوع میں لائی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حصولِ نبوت کا امکان تو مذکور ہے لیکن تیرہ سو برس میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ لیکن اس زمانہ میں جب اس کی ضرورت پیش آئی تو اسکی مثال مہیا ہو گئی گویا تیرہ سو برس میں خلفاء راشدین کے عزل کی کوئی مثال موجود نہیں۔ ہاں شیخ صاحب امکانِ عزل خلفاء راشدین کو امکانِ نبوت کی طرح ثابت کرنے کا خیال رکھتے ہیں لیجئے میں تسلیم کر لیتا ہوں۔ کہ اگر شیخ عبدالرحمٰن صاحب قرآن کریم سے امکان عزل خلفاء راشدین ثابت کر دیں۔ تو میں ان سے تیرہ سو برس میں کسی مثال کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ میں شیخ صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ قرآن مجید سے خلفاء راشدین کے عزل کا امکان ثابت کریں۔ مگر یاد رہے۔ کہ شیخ صاحب اس مسئلہ میں قرآن مجید کی طرف ہرگز متوجہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ ہرگز ہرگز خدا کے کلام سے خلفاء راشدین کے عزل کا امکان ثابت نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات سے امکانِ نبوت ثابت ہے۔ اگر شیخ مصری صاحب صرف ایک آیت قرآنی سے ہی امکانِ عزل خلفاء راشدین ثابت کر دیں۔ تو میں ان کو یکصد روپیہ بطور انعام دینے کے لئے تیار ہوں۔

## مصری صاحب کا خطرناک نظریہ

شیخ صاحب خلفاء راشدین میں سے تلاشِ مثال کے لئے سرگردان پھرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۱) "پہلے دونوں خلفاء کے زمانہ میں ان کے عزل کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی اور بغیر ضرورت عزل جائز نہیں۔"

(۲) "اگر حضرت علیؓ مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کرتے تو ان کو عزل کی دھمکی مل ہی چکی تھی۔"

(۳) حضرت عثمانؓ نے "خلافت کی قمیص اتارنے سے انکار کر دیا۔ لیکن مسلمانوں نے تو بہرحال ایک رنگ میں معزول کر ہی دیا۔"

گویا بقول شیخ مصری صاحب عزل بغیر ضرورت جائز نہیں۔ اور وہ ضرورت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پیدا نہیں ہوئی۔ صرف حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں پیدا ہوئی۔ لیکن حضرت علیؓ نے "مسلمانوں" کے فیصلہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اس لئے معزولی سے بچ گئے۔ ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے "مسلمانوں" کے فیصلہ کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کیا۔ اور ضرورت ان کے عزل کا تقاضا کر رہی تھی۔ اس لئے "مسلمانوں نے تو بہرحال ایک رنگ میں معزول کر ہی دیا" یعنی حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو قتل کر دیا گیا۔ گویا شیخ مصری صاحب کے نزدیک جو خلیفہ فتنہ پردازوں کے مطالبہ پر معزول ہونے کے لئے آمادہ نہ ہو۔ اس کا قتل کر دینا بھی ایک رنگ میں معزول کر دینا ہی ہوتا ہے۔ مصری صاحب کی اس خطرناک ذہنیت کے پیش نظر جماعت احمدیہ کا اولین فرض ہے۔ کہ شیخ مصری اور اس کی خفیہ پارٹی کو اپنے ناپاک منصوبوں میں ناکام کرنے کے لئے پورے طور پر کوشاں رہے۔ اور حکومت کا بھی فرض ہے۔ کہ اس قسم کا عقیدہ رکھنے والوں کا خیال رکھے۔

## قاتلین حضرت عثمانؓ اور شیخ مصری

احادیث نبویہ تو حضرت عثمانؓ کے مقابلہ پر کھڑے ہونے والوں کو منافق اور ملعون قرار دے رہی ہیں۔ مگر مصری صاحب انہیں مسلمان بلکہ جائز ضرورت کے ماتحت حضرت عثمانؓ کو شہید کر کے "ایک رنگ میں معزول کرنے والے" بتاتے ہیں۔ گویا اندریں صورت مصری صاحب سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق اور شرف دامادی سے مشرف سیدنا حضرت عثمانؓ کے قتل کو ایک رنگ میں جائز قرار دیتے ہیں اف! اتنا ظلم! اللہ تعالےٰ تو عام مومن کے قتل کرنے والے کو بھی جہنمی قرار دیتا ہے۔ اور اسے مستحق لعنت بتلاتا ہے۔ لیکن شیخ مصری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو "مسلمان" اور انکے فعل کو قابل تقلید اور ایک رنگ میں معزول کرنا بتلاتا ہے۔ ؏

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں۔

والذی نفسی بیدہ لایموت رجل وفی قلبہ مثقال حبۃ من حب قتل عثمان الا اتبع الدجال الخ۔ کہ مجھے اس خدا کی قسم ہے جسکے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ جس شخص کے دل میں قتل عثمانؓ کے متعلق ذرہ بھر بھی جذبۂ پسندیدگی ہے۔ وہ مرنے سے پہلے دجال کا متبع ہو گا۔ (تاریخ الخلفاء صہ ۱۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ والذین آذوھم ولعنوھم ورموھم بالبھتان فکان آخر امرھم قساوۃ القلب وغضب الرحمٰن کہ جن لوگوں نے خلفاء ثلاثہؓ کو دکھ دیا۔ ان پر لعنت کی اور انہیں بہتان کا نشانہ بنایا ان کا انجام یہ ہوا۔ کہ انکے دل سخت ہو گئے اور ان پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ (سر الخلافہ صہ ۹)

## حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ اور امکان عزل خلفاء

اب میں شیخ مصری صاحب کے پیش کردہ "امکانات" کا تفصیل وار جواب درج کرتا ہوں۔ شیخ صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا "میں صرف شریعت کی پیروی کرنے والا ہوں۔ میں اس میں کوئی چیز نئی داخل نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس شریعت پر سیدھا چلتا رہوں۔ تو تم میری اتباع کرنا اور اگر میں اس سے ادھر ادھر ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔"

"جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہوں۔ تم میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں۔ تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔"

غور طلب بات یہ ہے۔ کہ کیا ان الفاظ سے معزولیٔ خلیفہ کا استدلال درست ہے؟ شیخ صاحب کے پیش کردہ ترجمہ میں بھی یہ نہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ہو۔ کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھے معزول کر دو۔ اگر شیخ صاحب "صاحب الغرض" نہ ہوتے تو سیدنا حضرت ابوبکرؓ کے الفاظ کا سمجھنا کچھ مشکل نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین کہ اے رسول! تو کہہ دے کہ اگر خدا کا بیٹا ہوتا۔ تو میں اس کا سب سے پہلا پرستار بنتا۔ کیا اس آیت سے خدا کے بیٹے کا امکان ثابت کرنا جائز ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر فرمایا ولا یعصینک فی معروف۔ کہ مومن عورتیں تیرے نیک حکم کے بجا لانے میں نافرمانی نہ کریں گی۔ کیا اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر معروف کا حکم دینے کا امکان ثابت کرنا جائز ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر فرمایا لئن اشرکت لیحبطن عملک۔ کہ اگر تو شرک کرے تو تیرے عمل ضائع ہو جائیں۔ کیا اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتکاب شرک ممکن ثابت ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ درحقیقت مندرجہ بالا قسم کے فقرات سیدنا ابوبکرؓ نے بطور تواضع و خاکساری فرمائے چنانچہ اسی خطبہ میں لست بخیرکم بھی فرمایا ہے۔ حالانکہ تمام امت کا اجماع ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ سب صحابہ سے افضل تھے۔ پس اس قسم کے الفاظ سے عزل خلیفہ کے امکان پر استدلال کرنا سخت کوتاہ فہمی ہے۔ اگر ان فقرات سے حضرت ابوبکرؓ کا عزل ممکن ثابت ہوتا ہے تو پھر نعوذ باللہ ان کا اسلام سے مرتد ہونا

اور خدا اور رسول کی اطاعت سے برگشتہ ہو جانا بھی ممکن ثابت ہوگا؟ مگر ایسا استدلال کوئی بلید الطبع اور کودن ہی پیش کرے گا۔ عملی طور پر جب صحابہ اور حضرت ابو بکرؓ کی رائے میں اختلاف ہوا۔ تو انہوں نے مشورہ پیش کر دیا۔ لیکن اطاعت خلیفۂ وقت کے حکم کی ہی کی:۔

## حضرت عمرؓ کا ارشاد۔ اور امکان عزل خلفاء

شیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا:۔

"اے مسلمانو! تم میں سے جو کوئی بھی میرے اندر کسی قسم کی کوئی کجی دیکھے۔ تو اس پر فرض ہے۔ کہ اس کجی کو سیدھا کر دے"

سیدنا حضرت عمرؓ ایسے صاحب الہام و عظیم الشان انسان کا یہ فرمانا یقیناً ان کی تواضع اور فروتنی ہے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے متعلق تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے ہیں۔ فلم ار عبقریاً من الناس یفری فریہ کہ وہ بے نظیر برکات کا زمانہ ہوگا۔ بلکہ فرمایا۔ کہ جبرائیلؑ نے کہا۔ لیبک الاسلام علی موت عمرؓ۔ اسلام عمرؓ کی موت پر روئے گا۔ ہاں حضرت عمرؓ تو وہ ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ الحق بعدی مع عمر حیث کان۔ جس طرف عمرؓ ہوگا۔ اسی طرف حق ہوگا۔ ایسے مقدس انسان کی طرف سے مندرجہ بالا قول محض فروتنی کا اظہار ہے۔ اس قول سے امکان عزل عمرؓ کا استدلال صرف شیخ مصری صاحب کو ہی سوجھ سکتا ہے:۔

حضرت عمرؓ کے پہلے خطبہ میں از روئے معتبر تواریخ یوں مرقوم ہے:۔

انما مثل العرب مثل جمل انف اتبع قائدہ فلینظر قائدہ حیث یقودہ واما انا فورب الکعبۃ لاحملنکم علی الطریق (الطبری والکامل)

یعنی عرب لوگ زخمی ناک والے اونٹ کی طرح اپنے چلانے والے کے پیچھے چلتے ہیں۔ اب یہ چلانے والے کا فرض ہے۔ کہ اچھی طرح دیکھے کہ کہاں لے جا رہا ہے۔ ہاں میں تو بخدا تم کو سیدھے راستہ پر گامزن رکھوں گا:۔

لیکن اگر ہم شیخ صاحب کی بیان کردہ غیر مستند روایت کو تسلیم بھی کر لیں تو بھی اس سے صرف حضرت عمرؓ کی انکساری کا اظہار ہوتا ہے۔ وبس:۔

## حضرت عثمانؓ کا بیان اور امکان عزل خلفاء

شیخصاحب نے لکھا ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ نے پہلے خطبہ میں کہا۔ کہ:۔

"میں شریعت غراء کی پیروی کرنے والا ہوں۔ اور اس میں کوئی نئی چیز داخل نہیں کر سکتا الخ"

اس سارے خطبہ میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں۔ جس میں حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہو۔ کہ اگر تم چاہو۔ تو مجھے معزول کر سکتے ہو۔ تعجب ہے۔ کہ شیخ مصری صاحب ایک طرف حضرت عثمانؓ کے خطبہ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے عزل کا امکان تسلیم کیا۔ اور دوسری طرف لکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے لوگوں کے باصرار مطالبۂ عزل پر معزول ہونے سے انکار کر دیا۔ ہر سچا مسلمان حضرت عثمانؓ کو مطعون کرنے کی بجائے شیخ مصری کو ہی غلط کار قرار دیگا۔

## حضرت علیؓ کا مکتوب اور امکان عزل خلفاء

شیخ مصری صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ نے اپنے خط میں لکھا۔ کہ:۔

"تم میری بیعت کرو۔ اور اس بیعت کے بعد تمہارا حق ہے۔ کہ تم دیکھو۔ کہ آیا اللہ تعالےٰ کی کتاب۔ اور اس کے رسول کی سنت پر عمل کرتا ہوں یا نہیں۔ اگر نہیں کرتا۔ تو تم اس کا مجھ سے مطالبہ کرو"

ان الفاظ کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ کتاب اللہ اور سنت الرسول پر عمل پیرا ہونے کا یقین دلاتے ہیں۔ قیس بن سعد کے الفاظ کا بھی یہی مدعا ہے۔ یعنی اگر کسی کو اس کے خلاف خیال پیدا ہو۔ تو پیش کرے۔ ان فقرات سے یہ استدلال کرنا کہ حضرت علیؓ ان لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ جب آپ چاہیں مجھے معزول کر دیں قطعاً غیر معقول ہے۔ بیعت کا تعلق تو آقا اور غلام کا تعلق ہوتا ہے۔ اگر کوئی مجسٹریٹ کسی آزاد وکیل کو کہے۔ کہ میں تعزیرات ہند کے مطابق فیصلے کرتا ہوں۔ اگر ایسا نہ کروں۔ تو آپ مجھ سے اس کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ وکیل اس مجسٹریٹ کو معزول کرنے کا حق رکھتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسے فقرات سے کہنے والے کا تابع قانون ہونا ثابت ہوتا ہے افسوس کہ اتنی موٹی بات بھی شیخصاحب کی سمجھ میں نہیں آتی:۔

شیخ صاحب نے انہی اقوال کو پیش کر کے اجماع اور صحابہ کا مذہب قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان کا استدلال سراسر غلط ہے:۔

## شیخصاحب کا اعتراف کہ خلفاء معزول نہیں ہو سکتے

ممکن ہے۔ شیخصاحب کہیں کہ میں ہرگز نہیں مانتا۔ کہ خلفائے راشدین نے ہیچو قسم فقرات بطور انکسار فرمائے تھے۔ یا ان کی مراد صرف اپنے آپ کو تابع شریعت اسلامیہ بتلانا تھا۔ بلکہ میرے نزدیک ان سے یہی ظاہر کرنا مقصود تھا۔ کہ خلفائے راشدین شریعت کو توڑ کر اور سنت نبوی سے منہ موڑ کر مستحق عزل بن سکتے تھے۔ گویا خلفائے راشدین کے لئے شریعت کا توڑنا بھی ممکن تھا۔ اور اس بناء پر ان کا معزول ہونا بھی ممکن تھا۔ تو میں شیخصاحب سے کہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی ذلت کے لئے آپ کے ہاتھوں سامان کر دیئے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ ثابت کر دیا جائے کہ خلفائے راشدین شریعت کے خلاف کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ ان کا ہر قول و فعل اللہ تعالےٰ کی رضاء کے عین مطابق ہوتا تھا۔ تو یقیناً آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ ان کا عزل ممکن نہ تھا۔ اور ان کے امکان عزل کا استدلال بالکل غلط اور باطل ہے:۔

شیخ مصری صاحب اپنے اشتہار "بڑا اپیل" میں بعض صحابہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے:۔

"اللہ تعالےٰ سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہوا تھا۔ اور جو عشرہ مبشرہ میں شامل تھے یعنی جن کو نبی کریم صلعم کی زبان مبارک پر جنت کی بشارت مل چکی تھی۔ اور جو خدا تعالےٰ کی جناب سے اس انعام کے وارث ہو چکے تھے۔ کہ اعملوا ما شئتم یعنی اب جو تم چاہو۔ کرو۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ان کا ہر قول و فعل اللہ کی رضا کے عین مطابق ہوتا تھا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے خلاف کچھ نہ کر سکتے تھے"

ظاہر ہے۔ کہ خلفائے راشدین ان صفات کے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ اندریں صورت کون عقلمند ان کے امکان عزل کا اقرار کر سکتا ہے؟ یا ان کے کسی قول سے ان کے عزل کا جواز ثابت کرنے کے درپے ہو سکتا ہے؟

## حضرت خالدؓ اور معاذ بن جبلؓ کا قول

شیخصاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خالدؓ بن الولید نے باہان سے کہا:۔

"ہم نے جس کو سردار بنا رکھا ہے اس کو اگر ایک لحظہ کے لئے بادشاہی کا خیال آئے۔ تو ہم فوراً اسے معزول کر دیں"

تاریخی طور پر یہ روایت سخت مجروح ہے قیاساً بھی یہ الفاظ حضرت خالدؓ کے منہ سے نہیں نکل سکتے۔ حضرت ابو بکرؓ کے متعلق بقول شیخصاحب وہ یہ الفاظ کہنے میں حق بجانب نہ تھے۔ اور حضرت عمرؓ نے خود ان کو فوراً معزول کر دیا تھا۔ ہاں اگر حضرت خالدؓ کا یہ منشاء ہو۔ کہ خلفائے اسلام کی حکومت استبدادی اور ظالمانہ نہیں۔ لہٰذا ان کی معزولی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو یہ درست ہے۔ پھر اہل سنت کا مسلمہ مذہب ہے۔ کہ صحابی کا قول حجت نہیں حضرت معاذ بن جبلؓ کا یہ قول کہ خلیفہ شریعت اسلامی کے تابع ہونے میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے۔ بالکل درست ہے مگر یاد رہے۔ کہ انتظامی طور پر شریعت کے جاری کرنے میں خلیفہ کے اوپر کوئی انسانی طاقت نہیں۔ حضرت عمرؓ نے ممبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:۔

الحمد للہ الذی صیرنی لیس فوقی احد۔ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ کہ میرے اوپر اور کوئی نہیں۔
(الطبقات الکبریٰ للشعرانی جلد ۱ صفحہ ۱۶)

## حضرت عمرو بن العاصؓ کا غلط مشورہ

بے شک حضرت عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: "اعتدل او اعتزل"۔ سیدھے ہو جائیے یا معزول ہو جائیے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے اس قول کو خیر خواہی پر محمول نہیں کیا۔ بلکہ ایک مرتبہ جواباً فرمایا قملت واللہ جبتك منذ عزلتك عن العمل کہ جب سے میں نے تجھے کام سے برطرف کیا ہے۔ تیرے کوٹ میں جوئیں پیدا ہو گئی ہیں۔ یعنی تو میرے بدخواہوں کا ہمنوا ہو گیا ہے۔ ہمارے نزدیک حضرت عمرو بن العاصؓ کا عزل کے متعلق یہ مشورہ یقیناً غلطی پر مبنی ہے۔ خصوصاً جب کہ شیخ صاحب کو بھی مسلم ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صراحتاً فرمایا تھا۔ کہ اے عثمان! اگر لوگ تجھے معزول کرنا چاہیں تو ان کی بات نہ ماننا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشاد کے خلاف مشورہ بالبداہت غلط ہے۔ کیا حدیث نبوی کو کسی صحابی کے قول سے رد کیا جا سکتا ہے۔ غالباً حضرت عمرو بن العاصؓ نے کسی وقتی خیال کے ماتحت ایسی بات کہہ دی۔ ورنہ خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہو اور انسان از خود اس کو معزول کر سکیں۔ ع

این خیال است و محال است و جنوں

## خلفاء راشدین کا عمل اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

شیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کو جنگ صفین کے وقت مسلمانوں نے دھمکی دی۔ کہ اگر آپ جنگ بند نہ کریں گے۔ تو ہم آپ کو بھی حضرت عثمان رضؓ کی طرح قتل کر دیں گے"۔ اس پر حضرت علی رضؓ نے فوراً ان کے مطالبہ کو مان لیا اور جنگ کو بند کر دیا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا۔ کہ میں خدا تعالےٰ کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ جاؤ تم سب بھی مجھے چھوڑ جاؤ تو میرا خدا مجھے نہیں چھوڑے گا۔ جاؤ میں اکیلا ہی دشمن کے مقابلہ میں لڑوں گا۔ اگر تم سب مجھے چھوڑ جاؤ گے تو خدا مجھے اور جماعت دے گا۔ جو میرے ساتھ ہو کر حق کی خاطر دشمن کا مقابلہ کرے گی۔ نہیں انہوں نے ان میں سے ایک بات بھی نہیں کی بلکہ ایک سچے اسلامی خلیفہ کی طرح مسلمانوں کے متفقہ فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔

معلوم نہیں شیخ صاحب اس طنزیہ عبارت کے ذریعہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مذمت کرنا چاہتے ہیں۔ یا تعریف۔ کیونکہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے منافقوں کی دھمکی کو قبول نہ کرتے ہوئے ہی یہ فرمایا ہے کہ میں خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ الخ۔ کیا منافقین کی دھمکی سے دب جانا سچے اسلامی خلیفہ کی شان ہے۔ یا ان سے استغنا ظاہر کرنا؟

شیخ مصری صاحب کا ان شوریدہ سر لوگوں کے مطالبہ کو "مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ" قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے۔ وہ خوارج تھے۔ منافق تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے تاریخ ابن اثیر اور تاریخ الطبری میں ان کو خوارج لکھا ہے۔ ان لوگوں نے ازراہ شرارت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ناگریز حالات پیدا کر دئے تھے۔ ان کو مسلمان اور ان کی منصوبہ بازی کو مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ بتلانا صرف شیخ مصری صاحب کا ہی کارنامہ ہے۔ پھر یہ بھی سراسر غلط ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔ حضرت علی رضؓ تو ان کو کہتے ہیں۔ کہ تمہارا مطالبہ غلط ہے۔ اس سے باز آجاؤ۔ ہمیں معاویہ رضؓ کے لشکر سے جنگ جاری رکھنی چاہیئے۔ حتےٰ کہ پورے طور پر فتح ہو جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے الفاظ یہ ہیں۔ اما انا فان تطیعونی تقاتلوا وان تعصونی فاصنعوا ما بدا لکم کہ اگر تم میری اطاعت کرو۔ تو میرا فیصلہ یہی ہے۔ کہ جنگ جاری رکھو اور اگر تم میری نافرمانی پر آمادہ ہو۔ تو جاؤ جو چاہو کرو۔ (الطبری ص ۳۳۳۰)

ان حالات میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جنگ سے رک جانا ان کی مجبوری کو ظاہر کرتا ہے۔ نہ یہ کہ اسلامی خلیفہ کی یہی شان ہوا کرتی ہے۔ کہ منافقین اور فتنہ پردازوں کے مطالبہ کو مان لیا کرے۔

میں جانتا ہوں۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کے الفاظ "میں خدا تعالےٰ کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ الخ" منافقین پر شاق گزرتے ہیں۔ ان سے ان کی بشانِ انانیت کو صدمہ پہنچتا ہے۔ مگر یہ ایک صداقت کا اظہار ہے۔ دیکھئے سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جب مخلص ترین مسلمانوں نے۔ ہاں رضی اللہ عنہم کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے والوں نے کہا کہ آپ لشکر اسامہ رضؓ کو روک لیں حالات کا یہی مقتضےٰ ہے تو آپ نے فرمایا۔

لو خطفتنی الکلاب والذئاب لانفذته کما امر به رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ولا ارد قضاء قضی به رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ولو لم یبق فی القری غیری لانفذته

یعنی اگر کتے اور بھیڑیئے بھی مجھے نوچ کر کھا جائیں تب بھی میں لشکر اسامہ رضؓ کو اسی طرح روانہ کر دوں گا جس طرح رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے میں حضور کے کسی فیصلہ کو بدل نہیں سکتا خواہ میں اکیلا ہی رہ جاؤں۔ (تاریخ الکامل جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)

حضرت ابوبکر رضؓ نے تمام مسلمانوں کے مطالبہ کو رد کر دیا اور لشکر اسامہ رضؓ کو روانہ کر دیا۔ یہ پہلے خلیفہ کا پہلا عمل ہے۔ اور اس میں انہوں نے خدا پر توکل کا کامل اظہار فرمایا۔ نیز بتا دیا۔ کہ خلیفۂ وقت کا حکم واجب الاتباع ہے۔

## شیخ صاحب کا غلط استدلال

شیخ صاحب لکھتے ہیں۔
"ہمارے موجودہ خلیفہ صاحب تشحیذ الاذہان بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۸ پر کسی شخص کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "خلیفہ جسمانی میں روحانی بدیاں پائی جاتی ہوں۔ تو ہوں ہاں اگر روحانی خلیفہ بدکار ہو۔ تو اسے فوراً چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے تعلق ہی روحانیت کا ہے"۔ اب وہ دوست جو یہ فرماتے ہیں۔ کہ خلیفہ کا عزل کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ مہربانی فرما کر اس حوالہ پر غور کریں۔"

شیخ مصری صاحب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ کے جواب کے مندرجہ بالا فقرہ سے یہ استدلال کرتے ہیں۔ کہ خلیفہ کا عزل جائز ہے حالانکہ انہی جوابات میں صاف طور پر لکھا ہے۔

"خلافت حقہ کا عزل کبھی نہیں ہوتا اور خود ہٹنا بھی گناہ ہے"۔
(تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۵ء)

پس یہ استدلال منشاء مصنف کے بالکل خلاف ہے۔

ان جوابات میں روحانی خلیفہ سے مراد مجدد دین وغیرہم لئے گئے ہیں۔ اب شیخ صاحب "روحانی خلیفہ" کی جگہ لفظ مجدد رکھ کر استدلال تو کریں؟ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسا بعض نادان غیر احمدی کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب مجدد تو تھے۔ مگر انہوں نے دعویٰ نبوت کرنے میں جھوٹ بولا ہے ہم غیر احمدیوں سے کہا کرتے ہیں۔ کہ کیا مجدد جھوٹ بولا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم شیخ مصری صاحب سے کہتے ہیں۔ کہ کیا روحانی خلیفے بدکار ہوا کرتے ہیں؟ اگر کوئی شخص روحانی خلیفہ ہے۔ تو بدکار نہیں ہو سکتا۔

اور اگر بدکار ہے تو روحانی خلیفہ ہو نہیں سکتا۔ روحانی خلیفہ کی شان تو قرآن مجید نے الذین امنوا و عملوا الصالحات بتائی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہو کہ اگر خدا کا بیٹا ہے۔ تو ہم اس کی پرستش کرنے والے ہیں۔ کیا کوئی مومن اس سے یہ استدلال کرے گا۔ کہ خدا کا بیٹا ہونا ممکن ثابت ہوتا ہے۔

پس شیخ صاحب کا اس حوالہ سے استدلال نہ صرف منشاء مصنف کے خلاف ہے۔ بلکہ نہایت غیر معقول ہے

## حضرت امام حسنؓ کی دستبرداری اور تحکیم کا جواب

شیخ صاحب نے حضرت امام حسنؓ کے خلافت سے دست بردار ہونے اور حضرت علی رضؓ کے معاملۂ خلافت کو حَکَم کے سپرد کر دینے کا بھی ذکر کیا ہے۔ میں ان دونوں کے متعلق حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں ہی تشحیذ الاذہان (دسمبر ۱۹۱۵ء) سے جوابات درج کرتا ہوں:-

"سوال ۱۔ امام حسن رضؓ کیوں ہٹ گئے ہ؟

جواب۔ اس کی ایک خاص وجہ تھی۔ وہ سمجھے کہ میں انتخاب سے خلیفہ نہیں ہوا اور باپ کے بعد معاً بیٹا اس صورت میں ٹھیک نہیں۔ دل پاک تھا۔ گو اجتہاد میں غلطی ہوئی

سوال ۲۔ حضرت علی نے اپنا معاملہ جو حَکَم کے سپرد کر دیا تھا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ عزل ہو سکتا ہے۔

جواب:- میں ہرگز اس بات کو نہیں مانتا۔ کہ حضرت علی رضؓ نے اپنا عزل منظور کر لیا تھا۔ بلکہ حضرت علی رضؓ نے یہ بتانا چاہا تھا۔ کہ یہ شرارت کر رہے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے جب فیصلہ ہوا۔ تو آپ نے مانا نہیں۔ اصولاً یہ بات نہیں مانی تھی۔ کہ عزل منظور ہے۔ بلکہ بات یہ مانی تھی کہ قرآن کا فیصلہ منظور ہے۔ اور خلافت کا عزل کرنا بعد اس کے قیام کے قرآن مجید کے خلاف ہے۔ پس یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت علی رضؓ نے اصولاً اپنا عزل مان لیا تھا" (صفحہ ۱۴)

حیرت ہے۔ کہ اس قسم کے واضح حوالجات کے باوجود شیخ مصری صاحب تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۱۵ء سے امکانِ عزل کا استدلال کرنا چاہتے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور عمرو بن العاص رضؓ کو خلیفہ کی معزولی کے لئے ہرگز ثالث مقرر نہ کیا گیا تھا۔ انہیں تو صرف قرآن مجید کے مطابق فریقین کے درمیان جنگ کے ختم کرنے کے لئے مل کر فیصلہ کرنے کے لئے تجویز کیا گیا تھا (طبری صفحہ ۳۳۵۳) عمرو بن العاص رضؓ نے چالاکی سے حضرت ابو موسیٰ رضؓ سے وہ فیصلہ کہلوا لیا۔ چنانچہ اسی وقت حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے عمرو بن العاص سے کہا مالک لا وفقک اللہ غدرت وفجرت خدا تجھے ناکام کرے۔ تو نے کیوں دھوکا اور فجور سے کام لیا۔

حضرت علی رضؓ تو تحکیم کے ہی خلاف تھے۔ اور پھر حضرت ابو موسیٰ رضؓ کی سادگی کی وجہ سے ان کے حَکَم ہونے پر قطعاً رضامند نہ تھے۔ اور نہ انہوں نے فیصلہ صحیح قرار دیا۔ تعجب ہے کہ شیخ مصری صاحب "عالم ربانی" ہونے کا دعوےٰ کرتے ہوئے اس قسم کے غلط فیصلوں پر اپنے عقیدہ کا انحصار رکھتے ہیں۔

## سیدنا فاروق اعظمؓ اور شریعت اسلامی کی صحیح روح

شیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ اگر کوئی مجھ میں کسی قسم کی کجی دیکھے۔ اس کو سیدھا کر دے۔ تو اس پر "ایک صحابی اٹھا۔ اور اس نے کمال آزادی کے ساتھ حقیقی اسلامی روح سے کام لیتے ہوئے کہا۔ ہم اس کجی کو تلوار سے سیدھا کر دینگے۔ یہ کسی منافق کے الفاظ نہ تھے۔ بلکہ اس شخص کے الفاظ تھے جو شریعت اسلامی کی صحیح روح کو سمجھنے والا اور تمام مسلمانوں کے خیالات کی صحیح ترجمانی کرنے والا تھا۔ کیونکہ تمام مجمع میں سے کسی مسلمان نے بھی اس کے خلاف نہ صرف یہ کہ آواز نہیں اٹھائی۔ بلکہ اپنی خاموشی سے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ کہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ فی الحقیقت ان کے خیالات کی صحیح ترجمانی ہے۔"

افسوس کہ شیخ مصری صاحب نے اس "شریعت اسلامی کی صحیح روح کو سمجھنے والے" کا نام نہیں بتایا۔ اول تو یہ روائت ہی ضعیف ہے۔ لیکن بہرحال ایک ناواقف یا بدوی انسان کے اس گستاخانہ لہجہ کو "شریعت اسلامی کی صحیح روح" قرار دینا بے انتہا ستم ظریفی ہے۔ صحابہ کرام کا اس لغو رویہ سے اعراض اور سطوت فاروقی کی وجہ سے خاموشی کے باعث اس بدتہذیبی کو "شریعت اسلامی کی صحیح روح" بتلانا خطرناک غلط بیانی ہے

شیخ صاحب جن دنوں ہیڈ ماسٹر تھے۔ اگر کوئی شاگرد ان کے سامنے اس "شریعت اسلامی کی صحیح روح" کا اظہار کرتا۔ تو کیا وہ اسے شاباش کہتے؟ ہاں آج ہی جبکہ وہ "امیر مجلس" ہونے کے مدعی ہیں۔ اور بزعم خود ان کی "روحانیت" بڑھ گئی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ اپنے ساتھیوں کو کہیں کہ میرے سامنے شریعت اسلامی کی صحیح روح کا اظہار کیا کرو۔ اور اگر قانونی طور پر "تلوار" کا استعمال جائز نہ ہو۔ تو کم از کم "جوتی" کے ساتھ سیدھا کرنے کا دعوے روزانہ دہرایا کرو۔ کیا شیخ صاحب اس کے لئے تیار ہیں؟

بے شک اسلام حریت ضمیر اور آزادی رائے کا حامی ہے۔ مگر وہ گستاخی اور بے ادبی نہیں سکھاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے ؎

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

حضرت ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ میں حضرت عمر رضؓ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتا تھا۔ مگر ان کی ہیبت کے باعث سال بھر تک پوچھ نہ سکا۔

زید بن اسلم رضؓ اپنے باپ سے روائت کرتے ہیں۔ کہ صحابہ کا ایک گروہ عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کے پاس آیا۔ کہ آپ ہماری طرف سے حضرت عمر رضؓ سے بات کریں۔ ہم ان کے رعب کے باعث بات نہیں کر سکتے۔

کنز العمال میں نعمان بن بشیر رضؓ سے مروی ہے:-

ان عمر بن الخطاب قال فی مجلس وحوله المهاجرون والانصار ارأيتم لو ترخصت فی بعض الامور ما كنتم فاعلين فسكتوا فقال ذلك مرتين او ثلاثا۔ فقال بشير بن سعد لو فعلت ذالك قومناك تقويم القدح

کہ حضرت عمر رضؓ نے مہاجرین و انصار سے پوچھا۔ اگر میں بعض امور میں تساہل اور کوتاہی سے کام لوں۔ تو آپ کیا کرینگے۔ دو تین مرتبہ حضرت عمر رضؓ نے پوچھا۔ سب مہاجرین و انصار خاموش رہے۔ ہاں بشیر بن سعد نے کہا۔ کہ ہم آپ کو تیر کی طرح سیدھا کر دینگے۔

کیا شیخ صاحب تسلیم کریں گے کہ تمام مہاجرین و انصار "شریعتِ اسلامی کی صحیح روح" سے ناواقف تھے۔ کیونکہ تین مرتبہ پوچھے جانے کے باوجود انہوں نے کوئی جواب نہ دیا صرف بشیر بن سعد اس روح سے واقف تھا؟ سچ یہ ہے۔ کہ جتنی جتنی کسی انسان کو خلیفہ یا نبی کی معرفت ہوتی ہے۔ اسی قدر وہ ان کے ادب و احترام میں ترقی کرتا جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضؓ نے کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ کہا۔ کہ آپ تقسیم اموال میں عدل نہیں کرتے۔ مگر ایک جاہل نے حضور کو ایسا کہہ دیا تھا۔ تو کیا وہ شخص حضرت ابو بکر رضؓ کی نسبت "شریعت اسلامی کی صحیح روح" کا زیادہ واقف تھا؟ اسی طرح حضرت عمر رضؓ کے جبہ کی دو چادروں کے متعلق عثمان رضؓ۔ علی رضؓ۔ طلحہ رضؓ۔ زبیر رضؓ۔ ابوذر رضؓ وغیرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے سوال نہیں کیا۔ بلکہ ایک بدوی تربیت کے انسان نے یہ بیہودہ سوال کیا۔ اگر وہ معمولی حسن ظنی سے بھی کام لیتا۔ تو ایسا نہ کہہ سکتا تھا۔ آہ! آج شیخ صاحب کو ہیچو قسم لوگ ہی "شریعت اسلامی

کی صحیح روح" کے حامل نظر آتے ہیں۔

## مسلمانوں کے اجماعی مذہب سے انحراف

شیخ صاحب لکھتے ہیں:۔

"مسلمانوں کے اجماع کی اطاعت بھی خلیفہ کے لئے لازمی اور واجب ہے"

میں پوچھتا ہوں۔ کیا یہ قانون مسلمانوں نے اجماعاً وضع کیا ہے۔ یا شیخ صاحب کی ایجاد ہے۔ پھر کیا خلیفہ کے لئے تو مسلمانوں کے اجماع کی اطاعت لازمی اور واجب ہے۔ لیکن شیخ صاحب کے لئے اس کی اطاعت لازمی اور واجب نہیں؟ اگر شیخ صاحب کے لئے بھی لازمی اور واجب ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا جماعت احمدیہ کا خلیفۂ ثانی کی خلافت پر اجماع نہیں۔ پھر آپ نے خلافت ثانیہ سے بغاوت کیوں اختیار کی؟ نیز آج جبکہ جماعت نے آپ کے مطالبہ عزل کو ٹھکرا دیا ہے۔ جیسا کہ آپ خود بھی اشتہار "جماعت کو خطاب" میں تسلیم کر چکے ہیں۔ تو کیوں جماعت کے فیصلہ کی اطاعت نہیں کرتے؟ لیجئے۔ ہم آپ کو جماعت احمدیہ کا عزل خلفاء کے متعلق اجماعی عقیدہ بتلاتے ہیں۔ لکھا ہے۔

(الف) "خدا تعالیٰ کسی دشمن اسلام کو خلیفہ نہیں بناتا۔ بلکہ وہ جس کو خلیفہ بناتا ہے۔ وہ اسلام کا خادم اسلام کی حفاظت کرنے والا اور اسلام کی نورانی کرنوں کو دنیا میں پھیلانے والا ہوتا ہے۔ اور چونکہ ایسا خلیفہ خدا تعالیٰ نے ہی مقرر کرنا ہے۔ اس لئے اس کی معزولی بھی انسانوں کے اختیار میں نہیں رکھی گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ شریعتِ اسلامیہ میں خلیفہ کی معزولی کے متعلق کسی نے کبھی بحث ہی نہیں اٹھائی"

(الفضل ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(ب) "ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ خلیفۃ المسلمین (سلطان ترکی مراد ہے ناقل) کی معزولی کے متعلق سب مسلمان علماء سے عموماً اور جمعیۃ العلماء سے خصوصاً دریافت کریں۔ کہ ان کے نزدیک خلیفہ کی معزولی کن دلائل شرعیہ کی بناء پر جائز اور درست ہو سکتی ہے۔ اور ایک خلیفہ کو معزول کر کے دوسرا خلیفہ کیونکر بنایا جا سکتا ہے۔ اسلام سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ کبھی معزول نہیں کیا جا سکتا۔"

(الفضل ۹ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

کیا ہم امید رکھیں۔ کہ شیخ صاحب جماعت احمدیہ کے اس اجماعی عقیدہ کے سامنے سر تسلیم خم کریں گے؟

## خدا کے قائم کردہ خلیفہ کو انسان معزول نہیں کر سکتے

شیخ صاحب کی تمام باتوں کا جواب دینے کے بعد میں مختصراً بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نبی کے ذریعہ جس عمارت کی بنیاد رکھتا ہے۔ اس کی تکمیل خلفاء کے ذریعہ سے کرتا ہے۔ اور اس کے لئے وہ انہی مقدس وجودوں کو انتخاب کرتا ہے۔ جو حقیقی طور پر اس نبی کی روحانیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے خلفاء راشدین کا عزل نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً کیونکہ اس کے معنے تو یہ ہیں۔ کہ وہ عمارت ابھی ناتمام ہی تھی۔ کہ اس کے گرانے کے سامان کر دیئے گئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لاتکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا۔ تو کیا وہ خود اپنے دین کی حفاظت نہ کرے گا؟ اس لئے نبی کی وفات کے بعد جب تک اس کے مقاصد تشنۂ تکمیل ہیں اور اس کے مشن کی جڑیں راسخ نہیں ہو گئیں۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کو خلیفہ نہیں بننے دیتا۔ جو اس کی نصرت کو جذب کر کے لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم کا صحیح مصداق نہ ہو۔ سیدنا حضرت عثمان رضؓ نے فتنہ پردازوں سے کیا خوب فرمایا تھا۔

ام تقولون ھان علی اللہ دینہ فلم یبال من ولی ۰۰۰ ام تقولون ان اللہ لم یعلم عاقبۃ امری

کیا تم کہتے ہو کہ خدا نے اپنے دین سے کلی بے پرواہی اختیار کر لی ہے اور اس کی قدر و قیمت اس کی نظر میں گر گئی ہے اب اسے کوئی خیال نہیں کہ کیسا شخص خلیفہ ہو۔ یا تم یہ کہتے ہو کہ خدا کو میرے انجام کا علم نہ تھا۔

(تاریخ الکامل جلد ۳ صفحہ ۸۷)

خلافت خدا کا انعام ہے۔ اور خلیفہ خود خدا بناتا ہے۔ حضرت علی رضؓ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رضؓ کے انتخاب کے بارے میں جب مشورہ ہو رہا تھا۔ تو:۔

اخذ عبد الرحمٰن بن عوف مواثیقنا علی ان نسمع و نطیع لمن ولاہ اللہ امرنا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے ہم سے معاہدہ لیا۔ کہ ہم اس شخص (یعنی ہونے والے خلیفہ حضرت عثمان رضؓ) کی بات مانیں اور اطاعت کریں گے جسے خدا ہمارے کام کا والی بنائے گا

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ تو وہ **جھوٹا** ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سن لو۔ کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

پس خلیفہ خدا بناتا ہے۔ خلافت اللہ تعالےٰ کا انعام ہے۔ یقیناً وہ شخص جھوٹا ہے جو کہتا ہے۔ کہ مسلمان خلافت کو اپنی دی ہوئی چیز سمجھتے تھے۔ مسلمان نہیں ہاں منافق ایسا سمجھتے ہوں گے اور سمجھتے ہیں۔ جب خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے۔ تو کسی انسان میں طاقت نہیں کہ اس کو معزول کر سکے۔ پہلے دشمنانِ اسلام و خلافت نے بھی ایسی ناپاک کوششیں کیں۔ مگر وہ خلفاء کو معزول نہ کر سکے۔ ہاں خود خدا کی نعمت سے محروم ہو گئے۔ آج بھی ایسا منصوبہ کرنے والوں کا وہی انجام ہو گا۔ فانتظروا انا معکم منتظرون۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے آج سے بائیس سال قبل فرمایا تھا۔

"خلافت بے شک مومنوں کے انتخاب سے بھی ہوتی ہے۔ مگر خلیفہ قائم کرنا در اصل خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ اور خدا کے کام کو مٹانا انسان کے لئے جائز نہیں۔ حضرت نبی کریم کی بعثت اولیٰ کی نظیر موجود ہے۔ خدا نے خلافت قائم کرنے کا وعدہ کیا۔ پھر جس طرح وہ پورا ہوا وہ جائز طریق ہے قیام خلافت کا۔ اور لیستخلفنہم کے ماتحت ہمیں ماننا ہو گا کہ اس طریق سے جس پر ہر چہار خلفاء کی خلافت ہوئی خلافت قائم ہونا۔ اس کا خدا کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ پھر اس معاملہ میں میں خود صاحب تجربہ ہوں۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ خلافت خدا ہی قائم کرتا اور خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ جس فتنہ عظیمہ اور مخمصہ کبیرہ کے وقت خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ایک انسان بلکہ تمام جماعت کی طاقت میں بھی ہرگز نہ تھا۔ کہ مجھے خلیفہ نامزد کر سکے پھر وہ تمکین دین دے سکتے اور وہ امن بعد خوف پیدا کر سکتے جو خدا نے میرے لئے کیا۔ اور بغیر کسی میری ذرا سی کوشش کے معاندین و مخالفین کو نیچا دکھایا۔ ان کے گروہوں کو جیسا کہ اس قادر ذو الجلال نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ لیمزقنہم۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ان کی جمعیت پراگندہ ہو گئی۔ اور خدا تعالےٰ کی بات غالب ہوئی"

(تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۲)

## تحریری مناظرہ کیلئے چیلنج

بالآخر میں شیخ مصری صاحب کو عزل خلفاء راشدین کے متعلق تحریری مناظرہ کا کھلا چیلنج دیتا ہوں۔ قرآن مجید۔ احادیث نبویہ اور تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے استدلال ہو گا۔ اگر شیخ صاحب میں جرأت ہے۔ تو ادھر ادھر کی باتوں سے عام لوگوں کے دلوں میں وساوس پیدا کرنے کی بجائے۔ اس موضوع پر فیصلہ کن مناظرہ کریں۔ کیا وہ اس کو منظور کریں گے؟

خاکسار:۔ ابو العطاء جالندھری قادیان

## وصیت نمبر ۴۹۷۱

منکہ عابد علی ولد شیخ اصغر علی صاحب قوم شیخ پیشہ وقف زندگی تحریک جدید عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن دار الفضل قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۱-۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ البتہ میری آمد پندرہ روپے ماہوار ہے جو کہ بطور الاؤنس دفتر تحریک جدید کی طرف سے ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو کہ میں تازندگی ادا کرتا رہونگا۔ اس کے علاوہ اگر میری اور کوئی جائداد (خواہ زندگی میں ہو یا میرے مرنے کے بعد) تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

العبد: شیخ عابد علی کارکن تحریک جدید
گواہ شد: عبد الرحمن انور انچارج تحریک جدید
گواہ شد: فضل احمد منیجر تحریک جدید شاپ

# ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!



**لنڈن** ۹ فروری۔ مسئلہ فلسطین کی تحقیقات کے لئے جو نیا کمیشن مقرر کیا جائے گا۔ وہ چار ارکان پر مشتمل ہوگا ایک ممبر ماہر آئین دوسرا ماہر مالیات تیسرا ماہر نظم و نسق اور چوتھا امور حد بندی کا ماہر ہوگا۔

**ٹوکیو** ۹ فروری۔ حال میں برطانیہ فرانس اور امریکہ کی طرف سے جاپان کو ایک یادداشت بھیجی گئی تھی۔ جس میں جہازوں کا وزن کم کرنے کا ذکر تھا۔ جاپان اس تجویز کو غیر معقول اور بے ہودہ تصور کرتا ہے۔ حکومت جاپان اس یادداشت کا جواب تیار کر رہی ہے

**کانگڑہ** ۹ فروری۔ وادی کانگڑہ میں مسلسل بارش اور شدید ژالہ باری سے بہت زیادہ نقصان جان و مال ہوا ۔ کانگڑہ کے عمر رسیدہ لوگوں کا بیان ہے۔ کہ آج کل اس قسم کے موسمی حالات رونما ہیں۔ جو ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے۔

**نئی دہلی** ۹ فروری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ کل سرکاری نمائندہ نے میران شاہ (شمالی وزیرستان) میں مداخیل قبائل کے ایک جرگہ سے ملاقات کر کے مطالبہ کیا کہ چونکہ فقیر ایپی ان کے علاقہ میں حکومت برطانیہ کے خلاف لوگوں کو ابھار رہا ہے۔ اس لئے جرگہ اس کے متعلق حکومت کو اطمینان دلائے یا اسے اپنے اس علاقہ سے نکال دے۔ جرگہ کو حکم دیا گیا۔ کہ اس مطالبہ پر دس دن کے اندر عمل کیا جائے۔ جرگہ نے کچھ غور و فکر کے بعد حکومت کے مطالبہ کو تسلیم کر لیا۔ لیکن اس کو معرض عمل میں لانے کے متعلق مزید مہلت طلب کی۔ جو دیدی گئی

**ہنکاؤ** ۹ فروری۔ اطلاع مظہر ہے کہ شمالی چین میں سخت جنگ ہو رہی ہے چینی فوجیں جاپانیوں کا شدید مقابلہ کر رہی ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ ہنکاؤ سے ۳ سو میل دور فضائی حملہ کی زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔ چینیوں کا دعویٰ ہے کہ اس وقت تک ۵۰ ہزار جاپانی ہلاک اور ڈیڑھ لاکھ زخمی ہو چکے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں جاپانی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ چینیوں کا نقصان اس سے کہیں زیادہ ہے

**کانپور** (بذریعہ ڈاک) کانپور کے ہنگامے کی تفصیلات بیان کرتا ہوا معاصر "حق" لکھنؤ لکھتا ہے۔ حافظ محمد ابراہیم وزیر مواصلات معہ مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی و دیگر اشخاص یہاں پہنچے حافظ صاحب سیکنڈ کلاس میں تھے اور کانگرسی مولوی سرونٹ روم میں۔ جونہی کانگریسوں کا مختصر سا جلوس قلی بازار کے چوک میں پہنچا۔ ہزارہا مسلمان سیاہ جھنڈیاں لئے سڑک پر آ گئے اور "اسلام زندہ باد" اور "غداران اسلام مردہ باد" کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ کانگرس کے حامیوں کی مزاحمت سے فساد ہو گیا۔ اور ہر طرف سے سنگ باری شروع ہو گئی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک مکان سے اس موٹر میں جس میں حافظ محمد ابراہیم اور مولوی حبیب الرحمن سوار تھے جوتوں کا ہار پھینکا گیا جو قدرت ایزدی سے مولوی حبیب الرحمن صدر احرار کے گلے میں پڑ گیا۔ اس کے بعد کانگرسی اہل جلوس سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ اس اثنا میں پولیس کی ایک جماعت پہنچ گئی۔ جس نے مظاہرین کو منتشر کر دیا۔

**کراچی** ۹ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ یہاں ایک کارخانہ میں ۵۰۰ مزدوروں نے کام ترک کر دیا۔ اور کارخانہ کے سامنے جمع ہو کر دوسروں کو بھی ہڑتال کرنے کی ترغیب دی۔ وجہ یہ ہے۔ کہ حال ہی میں مزدوروں کی اجرتوں میں پچاس فی صدی تخفیف کر دی گئی تھی

**پٹنہ** ۹ فروری۔ ہزاری باغ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ہزاری باغ سنٹرل جیل کے باقی ماندہ آٹھ ہڑتالی قیدیوں نے وزیر اعظم بہار اور مولانا آزاد کے سمجھانے پر بھوک ہڑتال ترک کر دی ہے۔

**پیرس** ۹ فروری۔ سفیر روس مقیم بخارسٹ تعجب انگیز طریق سے گم ہو گیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے

## اعلانِ تعطیل

۱۱ فروری کو بوجہ عید الاضحیٰ اخبار الفضل کے دفاتر بند رہیں گے۔ اس لئے ۱۳ فروری کا اخبار شائع نہیں ہوگا۔ اور ۱۲ فروری کو عام ہفتہ وار تعطیل ہوگی۔

مینجر